امام حسن عسکریؑ اغیار کی نظر میں

جناب محمد صادق خاں صاحب جونپوری

ماہ ربیع الثانی ۲۳۲ھ کی دسویں تاریخ تھی جب سلسلہ امامت کا گیارہواں وارث اس دنیا میں تشریف فرما ہوا۔ اور مدینہ کی سرزمین اس کے نور امامت سے منور ہوگئی۔ اسم گرامی حسن اور القاب ذکی، عسکری اور ابن الرضا قرار پائے۔ کنیّت ابومحمد تھی۔ مادر گرامی کا نام حدیثہ یا سلیل تھا جن کے بارے میں امام علی نقی ؑ نے فرمایا کہ وہ جملہ عیوب ونقائص سے پاک ہیں۔ آپ کی ولادت کے وقت امام علی نقیؑ کی عمر شریف ۱۶؍سال تھی۔ لقب عسکری کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ آپکے محلہ کا نام عسکر تھا جہاں سامراء میں آپ رہتے تھے اور شاید اسے سامرا اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ وہاں بادشاہ وقت نے چھاونی بنا رکھی تھی۔

امام کی ولادت کے وقت بادشاہ واثق باللہ تھا۔ اس کے بعد ۲۴۷ھ تک متوکل کی حکومت رہی۔ ۲۴۷ھ میں مستنصر بن متوکل حاکم ہوا۔ ۲۴۸ھ میں مستعین کی حکومت قائم ہوئی۔ ۲۵۲ھ میں معتز باللہ تخت نشین ہوا۔ اور اسی نے امام علی نقیؑ کو زہر دغا سے شہید کیا۔ پھر ۲۵۵ھ میں مہتدی اور ۲۵۶ھ میں معتمد علی اللہ کی حکومت قائم ہوئی اور اسی نے امام حسن عسکریؑ کو شہید کرایا۔

اس میں شک نہیں ہے کہ پروردگار عالم نے جس دور میں جسے نمائندہ بنایا ساری کائنات میں اس کا جواب نہیں ملا۔ اور فضائل وکمالات اس شان سے منظر عام پر آئے کہ دشمنوں کو بھی اقرار کرنا پڑا۔ وہ مصائب میں رہے، قید خانہ میں رہے، لیکن ان کے کردار کی شعاعیں دنیا کے دلوں تک پہنچتی رہیں۔ یہاں ہر شخص اسی شان کا حامل نظر آئے گا۔ جسے دیکھو فضیلتوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر، جسے دیکھو کمالات کا مخزن، دنیا کی کون سی فضیلت ہے جو یہاں نہیں ہے۔

سلاطین دنیا نے ائمہ معصومینؑ کی زندگیوں پر بے پناہ پہرے بٹھائے اور حراست وزندان میں رکھ کر اذیت ومصیبت کی انتہا کردی۔ لیکن جس نے ایک مرتبہ ان کے کردار کو سمجھ لیا، وہ گرویدہ ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ کتنے کافروں کو مسلمان بنا دیا، کتنے منافقوں کو صاحب ایمان بنا دیا۔ کتنے ذہنوں کو محبت کی روشنی دی۔ دربار میں قتل کے ارادے سے بلایا گیا ہے اور جب دربار میں داخلہ ہوتا ہے تو حاکم وقت تعظیم کو کھڑا ہوجاتا ہے۔ غلاموں کو گردن زنی کی تاکید کی گئی ہے لیکن جب تشریف لاتے ہیں تو غلام جھک کر سلام کرتے ہیں۔

عبداللہ بن خاقان کے فرزند احمد بن عبداللہ کے

سامنے ایک بار سادات علوی کا ذکر آ گیا تو اس نے کہا روئے زمین پر سادات میں امام حسن عسکریؑ سے بہتر وافضل کوئی نہیں ہے۔ ان کا علم، ان کا تقویٰ، ان کا زہد قابل رشک ہے۔ لوگوں نے کہا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اس نے جواب دیا یہ میرا ذاتی تجربہ ہے ایک دن میں اپنے باپ کے ساتھ ایوان میں کھڑا تھا کہ خادموں نے خبر دی امام حسن عسکریؑ تشریف لا رہے ہیں۔ یہ سنا تھا کہ میرے بابا ان کی تعظیم کو دوڑ پڑے اور نہایت احترام سے لا کر اپنے پاس بٹھایا۔ میں نے اس سے پہلے کسی کی اس طرح سے تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ مجھے بہت حیرت ہوئی کہ بابا کو کیا ہو گیا ہے وہ حضرت تشریف فرما رہے اور میرے بابا گفتگو میں مسلسل یہ کہتے رہے میرے ماں باپ آپ پر قربان، اسی اثناء میں کسی نے خبر دی کہ خلیفہ وقت تشریف لا رہے ہیں۔ لوگ تعظیم کو دوڑ پڑے۔ لیکن بابا پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ سواری مکان کے احاطہ میں داخل ہو گئی۔ تو بابا نے امام سے کہا کہ اب مناسب یہ ہے کہ آپ تشریف لے جائیں۔

مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ رات کو میں نے بابا سے سوال کیا یہ بزرگ کون تھے، جن کی تعظیم کے لئے آپ بے قرار تھے۔ عبداللہ نے کہا یہ شیعوں کے امام ہیں۔ اور بڑے صاحب کرامات وکمالات ہیں۔ ان کے والد امام علی نقیؑ بھی بے پناہ کمالات کے مالک تھے۔ احمد کہتا ہے کہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ نہ جانے میرے بابا کو کیا ہو گیا ہے کہ اس طرح سے گفتگو کرتے ہیں۔ اور میں نے طے کر لیا کہ اب میں خود ان بزرگ کے حالات کا جائزہ لوں گا اور دیکھوں گا۔ باپ کے بیان میں کہاں تک صداقت ہے۔ ایک عرصہ تک میں حالات کا جائزہ لیتا رہا اور حضرت کے عیوب کو تلاش کرتا رہا، لیکن میں نے محسوس کیا کہ جیسے جیسے ان کے حالات کو قریب سے دیکھتا رہا، ان کی عظمت نگاہوں میں اور بڑھتی رہی اور معلوم ہو گیا کہ یہ بزرگ اسی عظمت واحترام کے مستحق ہیں۔

اس طرح کے بے شمار واقعات تاریخ میں موجود ہیں۔ جہاں امام کی عظمت کو غیروں نے بھی تسلیم کیا ہے۔

محمد عیاش لکھتے ہیں: ایک دن کچھ لوگ بیٹھے ہوئے امام حسن عسکریؑ کے فضائل بیان کر رہے تھے۔ محفل میں ایک دشمن اہلبیتؑ موجود تھا اس نے کہا آپ لوگ اس قدر فضائل بیان کر رہے ہیں۔ میں تو جب جانوں کہ میں ایک سادے کاغذ پر خالی قلم سے بغیر روشنائی کے مسئلہ لکھ دوں اور وہ جواب دے دیں۔ لوگوں نے کہا ضرور۔ اس نے مسئلہ لکھ کر لفافہ میں بند کر دیا اور حضرت کے پاس بھیج دیا۔ اب جو جواب آیا تو مسئلہ کا حل بھی لکھا ہوا تھا اور پوچھنے والے کا نام مع ولدیت بھی لکھا ہوا تھا۔ وہ شخص دم بخود رہ گیا اور فوراً مذہب حق قبول کر لیا۔

